International Research Journal of Religious Studies, Vol.:4, Issue: 01,Jan-June, 2024PP: 331-346

OPEN ACCESS
IRJRS
ISSN (Online): 2959-1384
ISSN (Print): 2959-2569
www.irjrs.com

اسلام میں کسبِ معاش کی حیثیت واہمیت

THE STATUS AND IMPORTANCE OF EARNING A LIVELIHOOD IN ISLAM

Syeda Zainab Batul Qadri
MPhil Scholar, Department of Islamic and Religious Studies, Hazara University, Mansehra.
Email: *syedazenab200@gmail.com*

Muhammad Idrees
MPhil Scholar, Department of Islamic and Religious Studies, Hazara University, Mansehra.
Email: *idreesoghi@gmail.com*

Haris Hanif
MPhil Scholar, Department of Islamic and Religious Studies, Hazara University, Mansehra.
Email: *ibnul hanif7@gmail.com*

Abstract

Earning a livelihood is regarded as both a fundamental duty and a form of worship.Islam encourages its followers to engage in productive activities and to contribute positively to society.The Prophet Muhammad(peace be upon Him) has highlighted the value of hardwork and self-reliance,teaching that is better to work and earn ones living than to depend on others.The faith underscores the dignity of labour,emphasizing that seeking lawful earning is important for individual's self respect,family support and social contribution,The Quran and Hadith repeatedly encourage Muslims to engage in honest and productive work,viewing it as means of maintaining economic independence and fulfilling ones obligation towards others.This research aims to provide a comprehensive understanding of the significance and principles of earning a livelihood in Islam and explores the significance of lawful(halal) earnings and the balance between religious duties and worldly responsibilities.The conclusions to be drawn from this research underscores that haram earnings can lead to societal harm and

corrupts the individual's soul .The teachings advocate for a balance lifestyle that accommodates both spiritual growth and material well being. There arises some key questions about the religious obligations of earning that what is the significance of earning a livelihood in Islamic teachings?How does Islam balance religious duties and worldly responsibilities?How does Islam differentiate between lawful (halal) and unlawful(haram) earnings.

KeyWords:*Highlighted,Selfreliance,Obligations,Underscores,Livelihood, Responsibilities.*

موضوع کا تعارف:

انسان کا اس دنیا میں زندہ رہنے کا دارومدار اس کی بنیادی ضروریات وخواہشات کی تکمیل سے ہی ممکن ہے۔ان خواہشات وضروریات کو پورا کرنے کے لیئے انسان دنیا میں کسبِ معاش کا سہارا لیتا ہے،اور زندگی کو اسلامی خطوط پر گزارنے کے لیئے کسبِ معاش کو اسلام کے بتائے گئے قوانین کے مطابق اختیار کرنا ضروری ہے۔اسلام نے حصولِ رزق اور مال و دولت جمع کرکے معیارِ زندگی کو بلند کرنے پر کوئی پابندی عائد نہیں کی بلکہ ہر شخص کو وسائلِ رزق سے پورا پورا استفادہ کرنے کا حق دیا ہے۔اسلام نے جہاں ایک طرف ہر فرد کو بنیادی ضروریاتِ زندگی حاصل کرنے کا حق دیا ہے تو دوسری طرف ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھنے کی بجائے محنت و کوشش رزق حاصل کر کے اپنی و اپنے اہل و عیال کی پرورش کا بھی تاکیدی حکم دیا ہے۔اسلام کے جاری کردہ معاشی نظام میں اصحابِ ثروت سے زکوٰۃ اور صدقہ و خیرات کے ذریعے مال لے کر فقراء و مساکین پر خرچ کیا جاتا ہے جس سے معاشرے کے افراد میں دولت محبت کا جذبہ ختم ہو جاتا ہے جو کہ مختلف گناہوں سے بچاؤ کا ذریعہ ہے۔کسبِ معاش کو اسلام کے بتائے گئے اصولوں کے مطابق اپنایا جائے تو کوئی فرد فقر و فاقہ میں مبتلا نہیں رہ سکتا۔موجودہ مقالہ میں کسبِ معاش کی حیثیت واہمیت کو اسلامی طرزِ حیات کے مطابق اجاگر کیا جائے گا۔اس مقالہ کا بنیادی مقصد شریعتِ اسلامی میں کسبِ معاش کی اہمیت اور اصولوں کا جائزہ لے کر ان کے معاشرتی و اقتصادی اثرات کو زیرِ بحث لایا جائے گا۔

اسلام ایک مکمل نظامِ حیات ہے،جس میں انسان کی زندگی کے تمام پہلوؤں کے متعلق رہنمائی موجود ہے۔زندگی کے دیگر شعبہ جات کی طرح معاش اور کسبِ معاش اور ان سے متعلقہ امور کے متعلق اسلام نے مختلف احکامات بیان فرمائے ہیں،اور یہ احکامات بنی نوع انسان کے لئے عالمگیر،دائمی،ابدی،حتمی اور کامیابی کی ضمانت مہیا کرتے ہیں،جن پر عمل کرکے انسان اپنی معاشی زندگی کے حوالے سے بنیادی قوانین جان کر اپنی آخرت کو بہتر بنا سکتا ہے۔کسبِ معاش کے لیئے اسلامی احکامات اور ان کے فراہم کردہ اصولوں میں محنت،اس کی ضرورت و اہمیت،پیداواری صلاحیت اور پیداوار کے احکام،امانتداری،دیانتداری،راست بازی،حق گوئی کی تلقین،ذخیرہ

اندوزی، دھوکہ دہی، ناجائز منافع خوری، بلیک مارکٹنگ اور ملاوٹ کی مذمت، رشوت اور سود کی قباحت اور غیر اخلاقی ذرائع آمدنی سے اجتناب اور دیگر کئی پہلوؤں کے متعلق احکامات اور ہدایات کو وضاحت کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ معاشرتی زندگی کے حوالے سے آپس کے لین دین، باہمی تعلقات، ہمدردی، غمگساری، ایثار اور قربانی اور اللہ کی راہ میں خرچ کو اجاگر کیا گیا ہے اور صریح الفاظ میں ان کا حکم دیا گیا ہے۔

لفظ "معاش" کے لغوی و اصطلاحی معنی:

معاش عربی زبان کا لفظ ہے، جس کا اصل عاش ہے، جس کے معنی "زندہ رہنا" کے ہیں۔ بعض کے نزدیک اس کا اصل ع، ش، ی ہوتا ہے، جن کا معنیٰ "غذا اور "روزی" ہے۔

ابنِ منظور افریقی "العیش" کے معنی بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"العیش" کے معنی ہیں "زندگی"۔ یہ لفظ عاش، یعیش، عیشۃ سے بنا ہے۔

لغوی طور پر "معاش "زندگی گزارنے کے وسائل کو کہتے ہیں جبکہ اصطلاحی طور پر یہ معاشرتی، اقتصادی اور فلسفیانہ پہلوؤں میں انسانی زندگی کی مختلف جہتوں کو بیان کرتا ہے۔

لفظ "معاش" کی معاشرتی حیثیت:

معاش سے مراد وہ تمام عوامل اور سرگرمیاں ہیں جو انسانی زندگی کی ضروریات کو پورا کرنے اور معاشرتی بہبود کو یقینی بنانے کے لیئے انجام دی جاتی ہیں۔ قرآن مجید میں معاشرتی حیثیت اور انسانی تعلقات کی اہمیت پر متعدد آیات موجود ہیں جو معاشی انصاف اور فلاح کی بنیادیں فراہم کرتی ہیں۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَمَآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْهُمْ فَمَآ اَوْجَفْتُمْ عَلَيْهِ مِنْ خَيْلٍ وَّلَا رِكَابٍ وَّلٰكِنَّ اللّٰهَ يُسَلِّطُ رُسُلَهٗ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ ۭ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ٦

ترجمہ: "اللہ نے اپنے رسول کو جو مالِ (غنیمت) دیہات والوں سے دلوایا، وہ اللہ کے لیئے، رسول کے لیئے، رسول کے قرابتداروں، یتیموں، مسکینوں اور مسافروں کے لیئے ہے تاکہ وہ مال تمہارے مالداروں کے درمیان ہی نہ گھومتا رہے، اور جو کچھ تمہیں رسول دے، اسے لے لو اور جس سے منع کرے، رک جاؤ اور اللہ سے ڈرو، بے شک اللہ سخت عذاب دینے والا ہے۔"

درج بالا آیت سے کسبِ معاش کے حوالے سے مختلف فوائد کی وضاحت ہوتی ہے:

معاشرتی انصاف:

اس آیت میں اس بات پر زور دیا گیا ہے کہ دولت کو صرف امیروں کے درمیان نہ رہے بلکہ معاشرے کے مختلف طبقات میں اس کی تقسیم کی جائے تاکہ کسبِ معاش کا فائدہ صرف مخصوص انسانیت کو نہ ہو بلکہ معاشرے کے

غریب افراد بھی اس سے فائدہ حاصل کر سکیں۔ جس میں یتیموں، مسکینوں اور مسافروں کا خاص ذکر ہے، جو کہ معاشرتی کمزوریوں کی نمائندگی کرتے ہیں۔

فلاح و بہبود:

اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ معاشرتی فلاح و بہبود کے لیئے ضروری ہے کہ دولت کو منصفانہ طریقے سے تقسیم کیا جائے تاکہ سب افراد کو برابر کے مواقع میسر آئیں۔

ذمہ داری کی تقسیم:

آیتِ مذکورہ میں اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تقسیم کا اصول بتاتے ہوئے اس بات کا تاکیدی حکم دیا ہے کہ مال کو تقسیم کرتے ہوئے اس بات کا خیال رکھا جائے کہ وہ مال و دولت ان لوگوں تک پہنچے جو خود اس کے حاصل کرنے کی طاقت نہیں رکھتے۔

معاشرتی ہم آہنگی:

اگر دولت کو قرآن کے بتائے گئے اصولوں کے مطابق تقسیم کیا جائے تو اس سے معاشرتی ہم آہنگی اور بھائی چارہ فروغ پاتا ہے جس سے غربت وافلاس کا خاتمہ اور خوشحال و مستحکم معاشرہ وجود میں آتا ہے۔

لفظ معاش کی اقتصادی حیثیت:

معاش کی اقتصادی حیثیت سے مراد وہ تمام عوامل اور سرگرمیاں ہیں جو کسی فرد یا معاشرے کی معاشی زندگی کو سنبھالنے اور بہتر بنانے کے لیئے انجام دی جاتی ہیں۔ اس میں روزگار، پیداوار، تجارت اور مالی استحکام جیسے امور شامل ہوتے ہیں۔ قرآن کریم میں متعدد مقامات پر اقتصادی معاش کی تعلیمات دی گئی ہیں، جو انسانوں کے لیئے رہنما اصول اور معاشی خطوط فراہم کرتی ہیں۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

اَلَّذِیْنَ یَاْكُلُوْنَ الرِّبٰوا لَا یَقُوْمُوْنَ اِلَّا كَمَا یَقُوْمُ الَّذِیْ یَتَخَبَّطُهُ الشَّیْطٰنُ مِنَ الْمَسِّ ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْۤا اِنَّمَا الْبَیْعُ مِثْلُ الرِّبٰوا ۘ وَ اَحَلَّ اللّٰهُ الْبَیْعَ وَ حَرَّمَ الرِّبٰوا ؕ فَمَنْ جَآءَهٗ مَوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ فَانْتَهٰى فَلَهٗ مَا سَلَفَ ؕ وَ اَمْرُهٗۤ اِلَى اللّٰهِ ؕ وَ مَنْ عَادَ فَاُولٰٓىٕكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ ۝۲۷۵

ترجمہ: "جو لوگ سود کھاتے ہیں وہ (قبروں سے) نہ اٹھیں گے مگر جیسے وہ اٹھتا ہے جسے شیطان نے چھو کر باؤلا کر دیا ہو۔ یہ اسلیئے کہ وہ کہتے ہیں کہ تجارت بھی تو سود ہی کی مانند ہے، حالانکہ اللہ نے تجارت کو حلال کیا ہے اور سود کو حرام۔ سو جس کے پاس اس کے رب کی طرف سے نصیحت آئی اور وہ باز آگیا تو جو پہلے ہو چکا، وہ اسی کا ہے اور اس کا معاملہ اللہ کے سپرد ہ، اور جو پھر بھی ایسا کرے، تو وہی لوگ دوزخی ہیں اور اس میں ہمیشہ رہیں گے۔"

درج بالا آیت میں سود کو سختی سے منع کیا گیا ہے جبکہ تجارت کو کہ جائز قرار دیا گیا ہے، اس سے واضح ہوتا ہے کہ اسلام میں معاشی معاملات میں انصاف اور برابری پر زور دیا۔

سود اور تجارت کا فرق:

سود وہ اضافی رقم ہے جو قرض کی اصل رقم پر پر ایک مقررہ شرح کے مطابق بغیر کسی حقیقی محنت یا پیداوار کے بڑھائی جاتی ہے۔ یہ کسی مالی لین دین میں مقررہ شرح پر لیا جاتا ہے، چاہے وہ شخصی قرض ہو یا بینک کا قرض ہو۔ سود کو قرآن وسنت میں سختی سے حرام قرار دیا گیا ہے۔

ارشادِ ربانی ہے:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَذَرُوْا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبٰوٓا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ٢٧٨

ترجمہ: "اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور جو سود باقی ہے اسے چھوڑ دو، اگر تم مومن ہو۔"

احادیث مبارکہ میں بھی متعدد بار سود کی حرمت کو واضح کیا گیا ہے۔

نبی کریم صل اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ مبارکہ ہے:

"سود کا ایک درہم جو آدمی جان بوجھ کر کھاتا ہے، اللہ کے نزدیک 36 گناہ سے بھی زیادہ برا ہے۔"

تجارت:

تجارت ایک جائز کاروباری عمل ہے جس میں مصنوعات، خدمات، یا جائیداد کی خرید وفروخت کی جاتی ہے اور اس میں منافع حاصل کیا جاتا ہے۔ اس میں محنت، کوشش اور خطرات شامل ہوتے ہیں۔

تجارت کا مطلب ہے قانونی طریقے سے اور محنت وکوشش کے ساتھ مال وخدمات کا تبادلہ کرنا۔

تجارت کو اسلام میں جائز اور حلال قرار دیا ہے۔ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَاَحَلَّ اللّٰهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا

ترجمہ: "اور اللہ نے تجارت کو حلال اور سود کو حرام قرار دیا ہے۔"

نبی کریم صل اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

حدثنا هناد قال: حدثنا قبيصة، عن سفيان، عن أبي حمزة، عن الحسن، عن أبي سعيد، عن النبي صلى الله عليه وسلم، قال: «التاجر الصدوق الأمين مع النبيين، والصديقين، والشهداء»: «هذا حديث حسن لا نعرفه إلا من هذا الوجه من حديث الثوري عن أبي حمزة» وأبو حمزة: اسمه عبد الله بن جابر وهو شيخ بصري ". حدثنا سويد بن نصر قال: أخبرنا عبد الله بن المبارك، عن سفيان الثوري، عن أبي حمزة بهذا الإسناد نحوه

ترجمہ: "تاجر جو سچائی اور امانت داری سے کام کرتا ہے، وہ قیامت کے دن نبیوں، صدیقوں اور شہداء کے ساتھ ہوگا۔" (ترمذی)

اسلام میں سود اور تجارت کے درمیان فرق واضح ہے۔سود کو حرام قرار دیا گیا ہے کیونکہ یہ ناانصافی اور استحصال کا باعث بنتا ہے جبکہ تجارت کو جائز اور حلال قرار دیا گیا ہے کیونکہ یہ معاشرتی اور معاشی فلاح و بہبود کا ذریعہ ہے۔تجارت میں محنت، کوشش اور ایمانداری کی اہمیت پر زور دیا گیا ہے جبکہ سود میں بغیر کسی محنت کے دولت کا غیر منصفانہ حصول ہوتا ہے، اسلیئے مسلمانوں کو سود سے بچنے اور حلال تجارت کو فروغ دینے کی ترغیب دی گئی ہے۔

لفظ "معاش" کی فلسفیانہ حیثیت:

معاش کی فلسفیانہ حیثیت سے مراد ان تصورات، اصولوں اور معانی کی تشریح ہے جو معاش کے موضوع سے جڑے ہوئے ہیں اور جن کا تعلق انسانی زندگی کی گہرائیوں، معاشرتی ڈھانچے، اخلاقیات اور روحانی پہلوؤں سے ہوتا ہے۔معاش کے فلسفیانہ پہلوؤں میں انسان کی زندگی کا مقصد، سماجی ذمہ داریاں، اخلاقی ضوابط، اور روحانی ترقی شامل ہیں۔

قرآن مجید میں انسانی زندگی کے مختلف پہلوؤں پر گہرائی سے روشنی ڈالی گئی ہے، جن میں فلسفیانہ حیثیت بھی شامل ہے۔فلسفیانہ نقطہ نظر سے قرآن مجید میں معاش کی مثالیں زندگی کا مقصد اور انسانی معاشرت کے اصولوں کے بارے میں گہری بصیرت فراہم کرتی ہیں۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ

ترجمہ:"اور میں نے جنوں اور انسانوں کو صرف اپنی عبادت کے لیئے پیدا کیا ہے۔" درج بالا آیت سے معاش کے مختلف فلسفیانہ پہلوؤں کی وضاحت ہوتی ہے:

زندگی کا مقصد:

یہ آیت زندگی کے فلسفیانہ مقصد کو بیان کرتی ہے کہ انسانوں کی تخلیق کا اصل مقصد اللہ کی عبادت ہے۔اس آیت سے معاش کے وسیع مفہوم کی وضاحت اس طرح ہوتی ہے کہ انسانی زندگی کی تمام سرگرمیاں بشمول معاشرتی اور اقتصادی سرگرمیاں اللہ کی رضا کے حصول کے لیئے ہیں۔

عبادت کی جامعیت:

عبادت کا مفہوم صرف رسمی عبادات (نماز، روزہ وغیرہ) تک محدود نہیں ہے بلکہ یہ انسان کی زندی کے ہر پہلو کو شامل کرتا ہے، یعنی معاش کے حصول اور زندگی گزارنے کے تمام طریقے اللہ کی رضا کے مطابق ہونے چاہیئں۔

معاشرتی اور اخلاقی اصول:

قرآن کے فلسفیانہ نقطہ نظر سے ایک ایسا معاشرہ جس کی بنیاد اللہ کی عبادت پر ہو، اس میں انصاف، مساوات، اور اخلاقی اصولوں کی پاسداری لازمی ہے۔ اس تناظر میں معاش کا ہر پہلو ایک بڑی عبادت کا حصہ ہے اور اس کا مقصد معاشرتی فلاح و بہبود اور اللہ کی خوشنودی ہے۔

انسانی ذمہ داری:

انسان کی زندگی کی ہر سرگرمی ایک امانت ہے جسے اللہ نے انسان کے سپرد کیا ہے۔ اس فلسفے کے تحت انسان کی معاشی سرگرمیاں بھی اخلاقی اور شرعی اصولوں کے مطابق ہونی چاہئیں تاکہ وہ اللہ کی رضا حاصل کر سکیں۔

ایک اور جگہ قرآن پاک میں ارشادِ ربانی ہے:

لَيْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَ الْمَغْرِبِ وَ لٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَ الْمَلٰٓئِكَةِ وَ الْكِتٰبِ وَ النَّبِيّٖنَ ۚ وَ اٰتَى الْمَالَ عَلٰى حُبِّهٖ ذَوِي الْقُرْبٰى وَ الْيَتٰمٰى وَ الْمَسٰكِيْنَ وَ ابْنَ السَّبِيْلِ ۙ وَ السَّآئِلِيْنَ وَ فِي الرِّقَابِ ۚ وَ اَقَامَ الصَّلٰوةَ وَ اٰتَى الزَّكٰوةَ ۚ وَ الْمُوْفُوْنَ بِعَهْدِهِمْ اِذَا عٰهَدُوْا ۚ وَ الصّٰبِرِيْنَ فِي الْبَاْسَآءِ وَ الضَّرَّآءِ وَ حِيْنَ الْبَاْسِ ؕ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا ؕ وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ ۱۷۷..

ترجمہ: "نیکی یہ نہیں کہ تم اپنے چہروں کو مشرق اور مغرب کی طرف پھیر لو، بلکہ اصل نیکی تو یہ ہے کہ تم اللہ پر، آخرت کے دن پر، فرشتوں پر، کتابوں پر اور نبیوں پر ایمان لائے، اور اللہ کی محبت میں اپنا مال رشتہ داروں، یتیموں، مسکینوں، مسافروں، سوال کرنے والوں اور غلاموں کی آزادی پر خرچ کرے، نماز قائم کرے، زکوٰۃ دے، اور جب کوئی عہد کرے تو اسے پورا کرے، نیز جو تنگدستی، بیماری اور جنگ کے دوران صبر کریں، یہی لوگ سچے ہیں اور یہی متقی ہیں۔"

اس آیت میں نیکی کے اصل مفہوم کو بیان کیا گیا ہے جو محض ظاہری اعمال تک محدود نہیں بلکہ اس میں انسان کی معاشی اور معاشرتی سرگرمیاں بھی شامل ہیں یعنی جب تک مال کو اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کیا جائے گا، اس وقت تک نیکی کا حصول نہیں ہو سکتا، اور اس بات کی وضاحت کی گئی ہے کہ انسان کو اپنا مال اللہ کی محبت میں مخرلف ضرورت مند طبقات پر خرچ کرنا چاہیئے، جو کہ ایک فلسفیانہ نقطہ نظر سے انسان کی معاشرتی ذمہ داری کو بیان کرتا ہے۔ نیکی صرف عقیدے تک محدود نہیں ہے بلکہ اس کا عملی اظہار ضروری ہے، جس میں معاشرتی فلاح و بہبود کے لیئے خرچ کرنا اور ضرورت مندوں کی مدد کرنا شامل ہے۔ درج بالا آیت سے اس بات کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ قرآن میں معاش کی فلسفیانہ حیثیت انسان کی زندگی کے مقصد، فلسفیانہ حیثیت انسان کی زندگی کے مقاصد، اس کی ذمہ داریوں اور اس کی اخلاقی و معاشرتی اصولوں کے تناظر میں بیان کی گئی ہے جس چے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ انسان کی زندگی کا ہر پہلو ایک بڑے دینی اور فلسفیانہ مقصد کا حصہ ہے۔

کسبِ معاش کی اہمیت قرآن کریم کی روشنی میں:

قرآن مجید میں کسبِ معاش کی اہمیت کو متعدد آیات کے ذریعے واضح کیا گیا ہے۔اسلام نے معاشی جدوجہد کو ایک اہم دینی فریضہ قرار دیا ہے،اور اسے عبادت کے ساتھ جوڑ کر پیش کیا ہے۔یہاں مختلف نکات کو بیان کر کے کسبِ معاش کی اہمیت کو اجاگر کیا گیا ہے:

حلال روزی کی تلاش:

قرآن مجید میں حلال روزی کی تلاش کو ایک اہم دینی اور اخلاقی فرض کے طور پر بیان کیا گیا ہے۔اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو حلال اور پاکیزہ ذرائع سے روزی کمانے کی تاکید کی ہے اور حرام ذرائع سے بچنے کا حکم دیا ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ كُلُوْا مِمَّا فِي الْاَرْضِ حَلٰلًا طَيِّبًا ۖ وَّلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ ۭ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ١٦٨..

ترجمہ:"اے لوگو جو کچھ زمین میں ہے اس میں سے حلال اور پاک چیزیں کھاؤ اور شیطان کے قدموں کی پیروی نہ کرو،بے شک وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔"

اس آیت کی تفسیر میں مفسرین نے مختلف پہلوؤں کو بیان کیا ہے،جس سے اس آیت کی گہرائی اور جامعیت کا اندازہ ہوتا ہے۔

عمومی خطاب:

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے "یا ایھاالناس" کہ کر تمام انسانوں کو مخاطب کیا ہے۔اس سے مراد یہ ہے یہ حکم انسانیت کے تمام طبقات کے لیئے ہے،کیونکہ حلال اور پاکیزہ روزی ہر انسان کی فطری ضرورت ہے۔

شیطان کی پیروی سے بچاؤ:

اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو شیطان کے قدموں کی پیروی کرنے سے منع کیا ہے۔شیطان کے قدموں سے مراد وہ راستے ہیں جو انسان کو گمراہی اور حرام کی طرف لے جاتے ہیں۔شیطان انسان کا کھلا دشمن ہے اور وہ اور وہ ہمیشہ انسان کو حلال سے دور اور حرام کی طرف مائل کرنے کی کوشش کرتا ہے۔

حلال کمائی کی تاکید:

اس آیت کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے حلال کمائی اور پاکیزہ رزق کی تاکید کی ہے۔حلال روزی کمانا انسان کی دینی، اخلاقی اور معاشرتی ذمہ داری ہے۔اسے مسلمان کی زندگی کا لازمی جزو قرار دیا گیا ہے۔

شیطانی وسوسوں سے بچاؤ:

شیطان کے وسوسے انسان کو حرام اور ناپاک ذرائع سے روزی کمانے پر آمادہ کرتے ہیں۔اس لیئے اللہ تعالیٰ نے بار بار اس سے بچنے کی تاکید کی ہے تاکہ انسان اپنی زندگی کع حلال اور پاکیزہ بنا سکے۔

مفسرین کی آراء:

ابنِ کثیر:

ابنِ کثیر اپنی تفسیر میں بیان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو حکم دیا ہے کہ وہ زمین کی نعمتوں سے حلال اور پاکیزہ طریقے سے فائدہ اٹھائیں اور شیطان کی پیروی نہ کریں کیونکہ وہ انسان کا کھلا دشمن ہے۔

قرطبی:

قرطبی نے اس آیت کی تفسیر میں کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حلال اور پاکیزہ چیزوں کو کھانے کا حکم دیا ہے اور شیطان کے راستے سے بچنے کی تاکید کی ہے کیونکہ شیطان انسان کو حرام اور ناپاک ذرائع کی طرف مائل کرتا ہے۔

اس آیت میں انسانیت کی فلاح و بہبود، دینی و اخلاقی تربیت اور معاشرتی بہتری کے لیئے جامع ہدایات دی گئی ہیں۔ حلال روزی کمانا اور شیطانی وسوسوں سے بچنا انسان کی روحانی واور دنیاوی زندگی کے لیئے نہایت اہم ہے۔

اللہ کا فضل تلاش کرنا:

قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

فَإِذَا قُضِيَتِ الصَّلٰوةُ فَانْتَشِرُوا فِي الْأَرْضِ وَابْتَغُوا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ

ترجمہ: "پھر جب نماز پوری ہو جائے تو زمین میں پھیل جاؤ اور اللہ کا فضل (رزق) تلاش کرو اور اللہ کو کثرت سے یاد کرو تاکہ تم کامیاب ہو جاؤ۔"

اس آیت میں نماز کے بعد اللہ کے فضل یعنی رزق کی تلاش کا حکم دیا گیا ہے جو کہ اس بات کی نشاندہی کرتا ہے کہ روزی کمانے کے لیئے محنت اور کوشش کرنا ایک دینی فریضہ ہے۔ نیز آیت سے یہ بات بھی واضح ہوتی ہے کہ اللہ کا فضل یعنی رزق تلاش کرنے کا پہلے کیا گیا ہے کیونکہ دنیا آخرت کی کھیتی ہے، اس دنیا میں جو کچھ کمایا جائے گا، اسی کا حساب آخرت میں دینا پڑے گا۔ اگر دنیا میں اللہ کا فضل تلاش کرتے ہوئے غیر شرعی اصولوں کا سہارا لیا تو اس کی سزا آخرت میں ملے گی۔

زمین میں پھیلنا:

"فانتشروا فی الارض" کا مطلب ہے کہ نمازِ "فانتشروا فی الارض" کا مطلب ہے کہ نمازِ جمعہ کے بعد مسلمان اپنے کاروبار، زراعت، تجارت اور دیگر جائز کاموں میں مصروف ہو جائیں۔ یہ آیت اس بات کی طرف اشارہ کرتی ہے کہ عبادات کے ساتھ ساتھ دنیاوی ذمہ داریاں بھی اہم ہیں۔

اللہ کے فضل کی تلاش:

"وابتغوا من فضلِ اللہ" کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے تاکید کی ہے کہ مسلمان حلال اور جائز ذرائع سے روزی کی تلاش کریں۔ یہ آیت اس بات کی نشاندہی کرتی ہے کہ رزق کی تلاش ایک دینی فریضہ ہے اور اللہ کے اس فضل کو حلال ذرائع سے طلب کرنا چاہیئے۔

ذکر اللہ کی اہمیت:

"واذکروااللہ کثیر ا"کا مطلب ہے کہ دنیاوی معاملات میں مشغول ہونے کے باوجود اللہ کو کثرت سے یاد کرتے رہیں۔ یہاں اللہ کے ذکر کی طرف متوجہ رہنے، اس کی نعمتوں کا شکر ادا کرنے اور اس کی اطاعت میں رہنے کی تاکید ہے۔

کامیابی کا راز:

"لعلکم تفلحون"کا مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کے ذریعے کسبِ معاش کے بارے میں جن ہدایات کا حکم دیا ہے، ان پر عمل کرنے سے کامیابی حاصل ہوتی ہے۔ یعنی دنیاوی اور دینی ذمہ داریوں میں توازن رکھنا، حلال رزق کی تلاش اور اللہ کی یاد میں مشغول رہنا انسان کی حقیقی کامیابی کا ذریعہ ہے۔

مفسرین کی آراء:

ابنِ کثیر:

ابنِ کثیر نے اس آیت کی تفسیر میں بیان کیا ہے کہ نمازِ جمعہ کی ادائیگی کے بعد اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو اجازت دی ہے کہ وہ اپنی دنیاوی ضرورتوں کو پورا کریں اور رزق کی تلاش میں نکلیں اور ساتھ ہی یہ تاکید بھی کی کہ ہر حال میں اللہ کی یاد اور ذکر کو فراموش نہ کریں جس سے اس بات کی وضاحت ہوتی ہے کہ رزق کی تلاش میں نکلنے کے ساتھ اللہ کی یاد کو بھی ہمراہ رکھا جائے، یعنی ایسا رزق حاصل کیا جائے، جس کے حصول پر شریعت کی طرف سے پابندی عائد نہ کی گئی ہو۔ اللہ تعالیٰ نے اس آیت کے ذریعے حلال رزق کمانے کی تاکید کی ہے۔

طبری:

طبری نے اس آیت کی تفسیر میں کہا ہے کہ جمعہ کی نماز کے بعد مسلمانوں کو اجازت دی گئی ہے کہ وہ اپنے کاروبار اور دیگر دنیاوی کاموں کی طرف واپس لوٹیں۔ اللہ تعالیٰ نے عزق کی تلاش اور حلال کمائی پہ زور دیا ہے، اور ساتھ ہی اللہ کی یاد کو برقرار رکھنے کی تاکید کی ہے۔

قرطبی:

قرطبی نے اس آیت کی تفسیر میں کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو حلال روزی کی تلاش کے لیئے زمین میں پھیل جانے کا حکم دیا ہے۔ یہ آیت مسلمانوں کو بتاتی ہے کہ دینی فرائض کی ادائیگی کے بعد دنیاوی ذمہ داریوں کی طرف متوجہ ہونا ضروری ہے۔

اس آیت میں دنیاوی اور دینی زندگی کے درمیان توازن کی اہمیت پر زور دیا گیا ہے۔ مسلمان اپنے دنیاوی معاملات میں مشغول ہوتے ہوئے بھی اللہ کی یاد کو برقرار رکھیں تاکہ وہ دنیا و آخرت دونوں میں کامیاب ہو سکیں۔

دنیاوی واخروی زندگی میں توازن:

دنیاوی واخروی زندگی میں توازن برقرار رکھنے کی تاکید کرتے ہوئے رب تعالیٰ نے قرآن پاک میں ارشاد فرمایا ہے:

رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ

ترجمہ: "اے رب ہمیں دنیا میں بھی بھلائی دے اور آخرت میں بھی بھلائی اور ہمیں آگ کے عذاب سے بچا۔"

مذکورہ آیت میں یہ بات قابلِ غور ہے کہ دنیا کی بھلائی کو آخرت کی بھلائی پر ترجیح دی گئی ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ آخرت کی زندگی سے پہلے دنیا کی زندگی ہے، اگر دنیا کی زندگی میں انسان رزقِ حلال کے حصول کی کوشش کرے گا، تو اس کو ایمان میں استقامت اور عبادت میں ذہنی سکون حاصل ہو گا، اسے اللہ تعالیٰ کی قربت نصیب ہو گی، حقوق اللہ اور حقوق العباد احسن طریقے سے ادا کرے گا، دنیا کے معاملات کو احسن طریقے سے ادا کرے گا۔ اس کے برعکس اگر اس کے دنیاوی معاملات ہی درست نہیں ہیں، اس کا ہاتھ حرام کمانے کی طرف بڑھتا ہے، اپنے ماتحتوں کے حقوق کا خیال نہیں رکھتا، اس کی عبادت کے معاملات درست نہیں ہیں، تو ایسے لوگ صرف دنیاوی ضروریات کو ہی پورا کرتے ہوئے نظر آتے ہیں اور اس طرح وہ اپنی آخرت کی فکر کو نظر انداز کر رہے ہوتے ہیں۔ خصوصا ً موجودہ دور میں انسان آخرت کی فکر کو پسِ پشت ڈال کر دنیا کی ترقیاتی منازل طے کر رہا ہے، جو اس کے لیئے نقصان کا باعث ہے۔

قرونِ اولیٰ میں خصوصاً صحابہ اکرام کے دور میں لوگوں کا ایمان مضبوط ہوتا تھا، لوگ فاقوں میں بھی رہ کر خدا کو یاد کرتے تھے۔ حضور کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے پیٹ پر پتھر باندھ کر جہاد اور دین کی سربلندی میں مصروف رہتے تھے، لیکن بدلتے ہوئے خیالا کے ساتھ لوگوں کے نظریات بدل چکے ہیں۔ چونکہ اب لوگوں کے ایمان میں استقامت نہیں رہی، جس کی وجہ سے دنیاوی اچھائی کے بغیر ایمانی راہوں سے گزرنا اور ایمانی تقاضوں کی تکمیل اگرنا ممکن نہیں ہے لیکن مشکل ضرور ہے۔ اس لیئے قرآن نے قیامت تک آنے والے انسانوں کے کمزور پہلو پر نظر رکھتے ہوئے، شرعی حدود کے اندر رہتے ہوئے دنیا کے حصول کی بھی تعلیم دی ہے۔

چنانچہ دنیا کے حصول اور اس سے بے رغبتی اختیار کرنے کے درمیان فرق پایا جاتا ہے، جا کی رعایت اہلِ ایمان کے لیئے نہایت ضروری ہے۔ زندگی گزارنے کے لیئے دنیاوی ضروریات کے حصول کے بغیر گزارا بھی ممکن نہیں ہے اور دنیا سے محبت کر کے آخرت کو بھول جانے سے بھی منع فرمایا گیا ہے۔

مثال:

دنیا و آخرت کے حصول کو جمع کرتے ہوئے مولانا رومی نے ایک مثال پیش کی ہے کہ انسان کی مثال کشتی کی سی ہے اور دنیا کی مثال پانی کی سی ہے، جس طرح پانی کے بغیر کشتی کا چلنا ناممکن ہے، اسی طرح دنیا کے اسباب حاصل کرنے کے بغیر انسان کا دنیا میں رہنا ناممکن ہے۔ یہ بات بھی ہمیں معلوم ہے کہ جب تک پانی کشتی کے ارد گرد ہے، اس وقت تک مفید ہے، لیکن اگر پانی اتنا ذیادہ ہو جائے کہ کشتی کے اندر چلا جائے تو کشتی ڈوب جاتی ہے۔ اسی طرح دنیاوی اسباب و وسائل کا

حصول جب تک ضرورت کی حد تک ہے، اور محض ان کو زندگی گزارنے کی حد تک استعمال کیا جاتا ہے، تو انسان اپنی منزلِ مقصود تک پہنچ سکتا ہے۔ لیکن جب دنیاوی مال و اسباب کے حصول میں اس قدر آگے بڑھ جائیں کہ اس کی محبت کو دل و دماغ میں بسالیں تو یہی دنیا نفع کی بجائے نقصان کا باعث بن جائے گی۔

اسلام نے اپنے ماننے والوں کو کسبِ معاش کی فراوانی اور اس کے ذریعے پر وقار زندگی گزارنے سے منع نہیں کیا مگر دولت کے حصول کو حرام ذرائع سے کمانے اور کسبِ معاش کی محبت اس قدر بڑھ جانا کہ آخرت کی فکر بھول جائے، اس سے منع کیا گیا ہے۔ مسلمانوں کو حکم دیا گیا ہے کہ عیش و عشرت اور دنیاوی مال و دولت کما کر بھی شخصیت میں عاجزی اور تواضع رہے، اللہ تعالیٰ کا خوف پایا جائے، رب اور اس کے بندوں کے حقوق ادا کیئے جائیں، اذان کی آواز سنائی دیتے ہی دنیاوی کاروبار ترک کر کے فوراً مسجد کی طرف رجوع کریں۔ اگر یہ حقیقت دل میں اجاگر کر کے دولت کمائی جائے تو یہ پرہیز گاری اور تقویٰ کے منافی نہیں ہو گی۔ اگر کسبِ معاش میں نیک نیتی کے جذبات کار فرماں ہوں تو یہ عین عبادت اور بڑے اجر و ثواب کا باعث ہے۔

کسبِ معاش کی اہمیت احادیث کی روشنی میں:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے متعدد مقامات پر محنت کی فضیلت، حلال کمائی کی اہمیت، اور دیانتداری کو اپنانے کی تاکید کی ہے اور اپنی زندگی میں محنت، خودانحصاری اور ایمانداری کی مثالیں قائم کیں اور اپنے صحابہ کو بھی یہی تعلیم دی۔

اپنے ہاتھوں سے کمائی کی فضیلت:

حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى، أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ، عَنْ ثَوْرٍ، عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ، عَنِ المِقْدَامِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: «مَا أَكَلَ أَحَدٌ طَعَامًا قَطُّ، خَيْرًا مِنْ أَنْ يَأْكُلَ مِنْ عَمَلِ يَدِهِ، وَإِنَّ نَبِيَّ اللَّهِ دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلاَمُ، كَانَ يَأْكُلُ مِنْ عَمَلِ يَدِهِ»

ترجمہ: "کسی نے کبھی ایسا کھانا نہیں کھایا جو اپنے ہاتھوں کی کمائی سے بہتر ہو، اور بے شک اللہ کے نبی حضرت داؤد علیہ السلام اپنے ہاتھوں کی کمائی سے کھاتے تھے۔"

حضرت داؤد علیہ السلام کی اپنے ہاتھوں سے کمائی کا ذکر اس ضمن میں ایک مثال کے طور پر آتا ہے تاکہ مسلمانوں کو محنت اور دیانتداری سے کام کرنے کی ترغیب دی جاسکے۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے اپنے ہاتھوں کی محنت سے روزی کمائی۔ آپ زرہ بنانے کا کام کرتے تھے اور اپنی اس کمائی سے اپنی ضروریات پوری کرتے تھے۔ ان کی مثال اس بات کو ظاہر کرتی ہے کہ محنت اور حلال کمائی کی بہت زیادہ قدر و قیمت ہے۔

نبیوں کا عمل:

تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام نے اپنے اپنے زمانے کے لحاظ سے مختلف طریقوں سے محنت و مزدوری کر کے اپنے اہل وعیال کی پرورش کی ہے، بالخصوص نبی آخر الزماں صل اللہ علیہ وسلم نے یاایھاالرسل کلومن طیباتِ (الآیۃ) کے خدائی حکم

اور قانون کو عملی جامہ پہناتے ہوئے کبھی دائی حلیمہ کے بچوں کے ساتھ بکریں چرائیں، تو کبھی چچا ابو طالب کے ساتھ بغرض تجارت شام کا سفر کرنے پر بضد ہوتے تھے۔ حضرت خدیجہ بنت خویلد کے مال کو بطورِ مضاربت ملک شام لے جا کر تجارت کرنا تواتر کی حد تک مشہور ہے۔ اسی سفر میں حضرت خدیجہ کے غلام میسرہ بھی ساتھ تھے، انھوں نے آپ کے اعلیٰ اخلاق اور بلند کردار کا خوب مشاہدہ کیا اور واپسی پر وہی رودادِ سفر حضرت خدیجہ کو سنائی؛ غرض یہ کہ یہی تجارتی سفر عقدِ مسنون کا سبب ثابت ہوا۔

حضرت عبد اللہ بن عباس انبیاء کرام کی معیشت یوں بیان کرتے ہیں: "حضرت داؤد زرہیں بنایا کرتے تھے، حضرت آدم زرہیں بنایا کرتے تھے، حضرت نوح بڑھی تھے، حضرت ادریس درزی تھے جبکہ حضرت موسیٰ بکریاں چرایا کرتے تھے۔"

انبیاء کا گروہ نہایت برگزیدہ ہوتا ہے۔ تمام انسانوں میں اللہ تعالیٰ نے محبوب طبقہ اسی کو رکھا ہے، اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو دنیا کا مال و دولت اور حکومت و اقتدار اس مقدس جماعت کے قدموں میں ڈال دیتا، لیکن قانونِ الٰہی بلکل مختلف رہا ہے کہ اللہ کے مقربین اکثر و بیشتر فقر و فاقہ اور تنگدستی میں مبتلا رہے ہیں، اپنی اور اہلِ خانہ کی ضروریاتِ زندگی کے لیئے جدوجہد کرتے نظر آئے ہیں، جس کا مقصد رب تعالیٰ نے یہ رکھا ہے کہ امت اور قوم سبق حاصل کرے۔

حلال کمائی کی فرضیت:

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صل اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"طلب الحلال فریضة بعد الفرائض"

ترجمہ: "حلال کمائی کی تلاش فرائض کے بعد ایک فرض ہے۔"

اسلام رزقِ حلال کو بہت اہمیت دیتا ہے اور اپنے پیروکاروں کو رزقِ حلال کی تاکید کرتا ہے کیونکہ معاشی خوشحالی انسان کے عقیدہ، ایمان، اخلاق اور رویہ پر مثبت اثر چھوڑتی ہے جبکہ معاشی بدحالی اس کے برعکس انسانی عقیدہ، اخلاق اور رویہ پر منفی اثرات مرتب کرتی ہے۔ نبی اکرم صل اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

"کاد الفقر ان یکون کفرا"

ترجمہ: "بھوک اور بدحالی انسان کو کفر کے قریب پہنچاتی ہے۔"

آپ بھوک اور بدحالی کو مصیبت سمجھتے تھے اور اس سے بچنے کے لیئے ہمیشہ اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگا کرتے تھے۔ آپ اکثر یہ دعا مانگتے تھے:

"اللھم انی اعوذبك من الکفرِ والفقر"

ترجمہ: "یا اللہ میں کفر، بھوک اور بدحالی سے تیری پناہ مانگتا ہوں"۔

ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ سے دعا مانگتے ہوئے فرمایا:

"اللهم انی اعوذبك من الفقرِ والقلة والذلة"

امام محمد بن حسن شیبانی کے بارے میں آتا ہے کہ "ایک مرتبہ ان کی خادمہ نے ایک علمی نشست میں انہیں مطلع کیا کہ گھر میں آٹا وغیرہ ختم ہو گیا ہے، تو آپ نے فرمایا: "اللہ تمہیں ہلاکت میں ڈال دے، تم نے مجھ سے چالیس فقہی مسائل بھلا دیئے"۔

تجارت اور دیانتداری:

نبی کریم صل اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

حدثنا هناد قال: حدثنا قبيصة، عن سفيان، عن أبي حمزة، عن الحسن، عن أبي سعيد، عن النبي صلى الله عليه وسلم، قال: «التاجر الصدوق الأمين مع النبيين، والصديقين، والشهداء»: «هذا حديث حسن لا نعرفه إلا من هذا الوجه من حديث الثوري عن أبي حمزة» وأبو حمزة: اسمه عبد الله بن جابر وهو شيخ بصري ". حدثنا سويد بن نصر قال: أخبرنا عبد الله بن المبارك، عن سفيان الثوري، عن أبي حمزة بهذا الإسناد نحوه

ترجمہ: "سچا اور امانتدار تاجر نبیوں، صدیقوں اور شہداء کے ساتھ ہو گا۔"

حضرت مفتی محمد شفیع عثمانی رحمۃ اللہ علیہ "معارف القرآن" میں فرماتے ہیں کہ کسبِ معاش کے ذرائع میں تجارت اور محنت سب سے افضل اور اطیب ذریعہ معاش ہے؛ لہٰذا رسولِ خدا صل اللہ علیہ وسلم نے تجارت اور سوداگری فرمائی ہے۔

رسول اللہ صل اللہ علیہ وسلم نے تجارت کے سلسلے میں شام کے دو سفر کیئے، جنمیں آپ حضرت خدیجہ کا سامانِ تجارت لے کر شام تشریف لے گئے، لہٰذا اگر کوئی آدمی اس نیت سے تجارت کرے کہ وہ حضور صل اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں تجارت کر رہا ہے، تو یہ دین کا حصہ بن جائے گا، قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

لَا تَأْكُلُوٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِّنْكُمْ ۚ وَلَا تَقْتُلُوٓا اَنْفُسَكُمْ ۗ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيْمًا ۲۹

ترجمہ: "ایک دوسرے کے مال کو آپس میں ناحق نہ کھاؤ؛ مگر یہ کہ تجارت ہو آپس کی خوشی اور رضامندی سے۔"

حضرت قتادہ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

"تجارت اللہ کے رزق میں سے ایک رزق ہے، اللہ کی حلال کردہ اشیاء میں سے ایک حلال چیز ہے اس شخص کے لیئے جو اس کو حاصل کرے سچائی اور نیکی کے ساتھ۔

نتائج البحث:

1۔ قرآن وسنت میں حلال کمائی کی تاکید کی گئی، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ مسلمانوں کے لیئے حلال روزی حاصل کرنا دینی فریضہ ہے۔

2۔اسلام میں عبادات اور دنیاوی ذمہ داریوں کے درمیان توازن برقرار رکھنے کی تاکید کی گئی ہے، جس سے زندگی کی ہر جہت میں اعتدال کا سبق ملتا ہے۔

3۔محنت اور حلال کمائی کی تاکید دیانتداری اور صداقت کی قدروں کو فروغ دیتی، جو معاشرتی عدل اور انصاف کو قائم رکھنے میں مددگار ثابت ہوتی ہیں۔

4۔اسلام میں سود اور دیگر حرام ذرائع سے بچنے کی تاکید اقتصادی انصاف کو فروغ دیتی ہے اور دولت کی منصفانہ تقسیم کو یقینی بناتی ہے۔

5۔اپنی محنت سے کمانا فرد کو معاشرتی احترام اور خوداعتمادی بخشتا ہے۔

6۔حلال کمائی اور محنتی زندگی اللہ کی رضا اور خوشنودی کا ذریعہ ہے، جس سے آخرت میں کامیابی کی امید ہے۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

حوالہ جات (References)

1۔الحشر 7/59

2۔البقرہ 275/2

3۔البقرہ 278/2

4 *Jaffar, Dr Saad, Dr Muhammad Waseem Mukhtar, Dr Shazia Sajid, Dr Nasir Ali Khan, Dr Faiza Butt, and Waqar Ahmed. "The Islamic And Western Concepts Of Human Rights: Strategic Implications, Differences And Implementations." Migration Letters 21 (2024): 1658-70.*

5۔البقرہ 275/2

6۔سنن ترمذی، محمد بن عیسیٰ، کتاب البیوع، باب ماجاء فی التجارۃ وتسمیہ النبی صل اللہ علیہِ وسلم، طبعۃ:الثانیہ(1395ھ-1975ھ)، جلد:3، صفحہ:507، حدیث نمبر:1209

7۔الذاریات 56/51

8۔البقرہ 177/2

9۔البقرہ 168/2

10۔الجمعہ 10/62

11۔البقرہ 106/2

12۔الجامع الصحیح، محمد بن اسماعیل ابو عبداللہ البخاری، کتاب، باب، طبعہ :اولیٰ 1422ھ، جلد:3، صفحہ:57، حدیث

نمبر:2072

13۔فتح الباری،ابنِ حجر،کتاب البیوع، باب کسب الرجل و عملہ و بیدہ،حدیث رقم:1931

14 *jaffar, s., & khan, n. a. (2021). english-the rights and duties of minorities in islamic welfare state and its implementation in the contemporary world. the scholar islamic academic research journal, 7(2), 36-57.*

15۔مشکاۃ المصابیح،التبریزی الخطیب، محمد بن عبد اللہ الخطیب،المکتب الاسلامی،الطبعہ الثالثہ

16۔ سنن نسائی،احمد بن شعیب، کتاب الاستعاذہ من شر الکفر،دار الکتب خانہ بیروت(312/2،حدیث:5890

17۔ سنن نسائی،احمد بن شعیب، کتاب الاستعاذہ من شر الکفر،دار الکتب خانہ بیروت(

18۔الدکتور یوسف القرضاوی،مشکلۃ الفقر وکیف عاجلھاالاسلام، مصر،مکتبہ وھبہ1986م

19۔ سنن ترمذی، محمد بن عیسیٰ، کتاب البیوع، باب ماجاء فی التجارۃ وتسمیہ النبی صل اللہ علیہِ وسلم،طبعۃ:الثانیہ(1395ھ-1975ھ)،جلد:3،صفحہ:507،حدیث نمبر:

20۔النساء29/4

21۔السنن الکبریٰ للبیہقی:5/432،رقم:10399